حاصل ہونے کے ساتھ طلبا ران علوم سے واقف ہوں جن کے بغیر آج کوئی شخص موجودہ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں ہوسکتا۔

برہان میں اصلاحِ نصاب سے متعلق اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اگر وہ آپ کے پیشِ نظر ہو تو آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہمارا مدعا بھی یہی ہے یا کچھ اور۔ مولانا نے اسی چیز کو زیادہ قوت وضاحت اور وثوق و اعتماد کے ساتھ مع شی زائد پیش کیا ہے۔

لیکن گفتگو یہیں ختم نہیں ہونی چاہئے۔ ضرورت اس کی ہے کہ اس نظریہ کی عملی تشکیل پر غور کیا جائے۔ کیونکہ ابھی بہت سی چیزیں ہیں جو غور طلب ہیں۔ مثلاً علوم عصریہ کا انتخاب، درس و تدریس میں ان کی ترتیب، کتابوں کا انتخاب، طرزِ تعلیم کی تعیین، تعلیم گاہوں کا ماحول، اور طلبا کی دماغی و ذہنی اور اخلاقی تربیت کا بندوبست۔ ان سب چیزوں کے لئے روپیہ کی فراہمی اور لائق اساتذہ کا مہیا کرنا۔ بہرحال اس تجویز کے عمدہ ہونے میں کلام نہیں ہے۔ لیکن زبردست جدوجہد اور شدید اجتماعی کوشش کے بغیر اس کا عمل میں آنا مشکل ہے۔ پھر حکومت کی منظوری اور مدارسِ عربیہ کو اس پر رضامند کرلینا بھی آسان نہیں ہے۔

سملک ڈابھیل کی ایک اطلاع سے یہ معلوم ہوکر افسوس ہوا کہ جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ) کے مشہور و معروف صاحبِ خیر بزرگ جناب محترم حاجی موسیٰ میاں صاحب سملکی کی وفات ہوگئی۔ مرحوم ہمارے محبِ قدیم جناب مولانا الحاج محمد موسیٰ صاحب سملکی کے والد بزرگوار تھے۔ بہت بڑے صاحبِ ثروت ہونے کے باوجود اول درجہ کے مسلمان، صورت و سیرت میں پہلے بزرگوں کا نمونہ، بڑے باحوصلہ، بڑے صاحبِ خیر تھے، علمی اور مذہبی کاموں میں دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔ ڈابھیل کے عربی مدرسہ کو برسوں تک ایک ہزار روپیہ ماہانہ دیتے رہے۔ دار العلوم دیوبند کے دار الطلبہ کے بہت سے کمرے سب سے پہلے انھوں نے تعمیر کرائے تھے۔ حضرت الاستاذ علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ کے علوم کی خدمت کے لئے مجلس علمی ڈابھیل کی بنیاد آپ ہی کی توجہ سے پڑی جو آج بھی ایک مفید عربی تالیفی ادارے کی حیثیت سے بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ دعا ہے حق تعالیٰ مرحوم کو اپنے دامانِ رحمت میں سمیٹ لے۔ ہم اس صدمہ میں مرحوم کے جانشین صادق مولانا الحاج محمد موسیٰ میاں اور ان کے متعلقین کے ساتھ شریک ہیں اور یقین ہے کہ موصوف اپنے والدِ ماجد کی روایات کو ہمیشہ زندہ و تازہ رکھیں گے۔